❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت توکل علی اللہ
وقت 5-7 منٹ

ہُن مَیں چھ مہینے لئی تیرا ربّ نہیں رہیا؟

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَّیَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ (الطلاق:4)

کہ وہ اُسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر سکتا اور جو اللہ پر توکّل کرے تو وہ اُس کے لئے کافی ہے۔

اپنے کرم سے بخش دے میرے خدا مجھے
بیمارِ عشق ہوں ترا دے تو شفا مجھے
بے کس نواز ذات ہے تیری ہی اے خدا
آتا نظر نہیں کوئی تیرے سوا مجھے
تیری رضا کا ہوں میں طلب گار ہر گھڑی
گر یہ ملے تو جانوں کہ سب کچھ ملا مجھے

معزز سامعین! آج میری گزارشات کا عنوان ایک احمدی بزرگ کو اپنے اللہ کی طرف سے آنے والی آواز "ہُن مَیں چھ مہینے لئی تیرا ربّ نہیں رہیا؟" ہے۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہیں کہ

"ایک احمدی بزرگ تھے جو اپنی روزانہ کی آمدن سے ایک اٹھنّی (آٹھ آنے جو نصف پاکستانی روپیہ ہوتا تھا) اپنی اُس دن کی ضرورت کے لیے رکھ کر باقی تمام رقم چندے میں بھجوا دیتے تھے۔ ایک دن انہیں 300 روپے موصول ہوئے۔ انہوں نے سوچا رقم کچھ زیادہ ہے کیوں نہ چھ مہینوں کی ضرورتوں کے لیے 90 روپے آج ہی رکھ لوں تاکہ آسانی رہے۔ اُس دن لوگ کہتے ہیں کہ جب وہ مسجد سے ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو فوراً گھر کو چل دیے جو اُن کا معمول نہیں تھا۔ کسی نے پوچھا ایسی کیا جلدی ہے؟ وہ کہتے ہیں۔ مجھے ابھی نماز میں آواز آئی ہے کہ **"ہُن مَیں چھ مہینے لئی تیرا ربّ نہیں رہیا؟"** اور کہتے ہیں مَیں اِسی وقت گھر جا کر اپنی ایک اٹھنّی رکھوں گا اور باقی کے سارے پیسے چندے میں بھیج دوں گا۔"

(مشعلِ راہ جلد 2 صفحہ 116 فرمودہ 7 ستمبر 1969ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"اصل رازق خدا تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے پر توکّل کرنے والے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکّل کرے مَیں اس کے لئے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 273 ایڈیشن 1988ء)

سامعین! یہ بات بالکل درست ہے کہ اگر ہم خدا تعالیٰ کو قادرِ مطلق اور مالک و رازق سمجھتے ہیں اور تہہ دل سے اس پر ایمان رکھتے ہیں تو بلاشبہ ہمیں اُس ذات سے ہی مدد مانگنی چاہئے اور غمی اور خوشی ہر حال میں اپنی عبادتوں اور امیدوں کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات کو بنانا چاہیے۔ لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ بھی نہیں کہ انسان ہر کام اللہ پر چھوڑ کر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا رہے۔ اگر ہم اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ آپؐ اپنی طرف سے صدقِ دل سے کوشش کرتے تھے

اور پھر کام کے انجام کو خالقِ حقیقی کے سپرد کر دیتے اور کامیابی کے لئے دعا میں لگ جاتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکّل سے بھری ہوئی تھی۔ وہ واقعہ یاد کریں جب سفر طائف سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ روز نخلہ میں قیام فرمایا۔ زید بن حارثہؓ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! اب آپؐ مکہ میں کیسے داخل ہوں گے جبکہ وہ آپؐ کو نکال چکے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس شان سے، توکّل سے جواب دیا کہ اے زید! تم دیکھو گے کہ اللہ ضرور کوئی راہ نکال دے گا اور اللہ اپنے دین کا مددگار ہے۔ وہ اپنے نبی کو غالب کر کے رہے گا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرداران قریش کو پیغام بھجوائے کہ آپ کو اپنی پناہ میں لے کر مکّہ میں داخل کرنے کا انتظام کریں۔ کئی سرداروں نے انکار کر دیا بالآخر مکّہ کے ایک شریف سردار مطعم بن عدی نے آپ کو اپنی پناہ میں مکّہ میں داخل کرنے کا اعلان کیا۔ پھر آخر کار جب مظالم حد سے زیادہ بڑھ گئے اور مکّہ سے ہجرت کا وقت آیا تو کمال وقار سے آپؐ نے وہاں سے ہجرت فرمائی۔ غار میں پناہ کے وقت دشمن جب سر پر آن پہنچا تو حضرت ابو بکرؓ نے اپنا سر اٹھا کر نظر کی اور تعاقب کرنے والوں کے پاؤں دیکھے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی نظر نیچے کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپؐ نے کس شان سے اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے اس کے وعدوں پر یقین کرتے ہوئے فرمایا۔ اے ابو بکر! ہم دو ہیں اور ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے۔ تو یہ ہے وہ توکّل کا اعلیٰ معیار جو صرف اور صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے اور پھر آپ دیکھیں جب غار سے نکل کر سفر شروع کیا تو کیا شانِ استغنا تھی اور کس قدر اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکّل تھا۔

حضرت ابو بکرؓ کی روایت ہے کہ سفر ہجرت کے دوران جب سراقہ گھوڑے پر سوار تعاقب کرتے ہوئے ہمارے قریب پہنچ گیا تو مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اب تو پکڑنے والے بالکل سر پر آ پہنچے اور مَیں اپنے لئے نہیں بلکہ آپؐ کی خاطر فکر مند ہوں۔ آپؐ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ کہ غم نہ کر و اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اسی وقت آپ کی دعا سے سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور وہ آپ کی خدمت میں امان کا طالب ہوا۔ اس وقت آپؐ نے سراقہ کے حق میں یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی کہ سراقہ! اُس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب کسریٰ کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے اور یہ پیشگوئی بھی بڑی شان سے بعد میں پوری ہوئی۔

سامعین! توکّل و یقین کا یہی اعلیٰ رنگ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں نظر آتا ہے۔

ایک دفعہ کسی بحث کے دوران میں حضرت مسیح موعودؑ سے کسی مخالف نے کوئی حوالہ طلب کیا۔ اُس وقت وہ حوالہ حضرت کو یاد نہیں تھا اور نہ آپ کے خادموں میں سے کسی اور کو یاد تھا لہذا شماتت کا اندیشہ پیدا ہوا۔ مگر حضرت صاحب نے بخاری کا ایک نسخہ منگوایا اور یونہی اس کی ورق گردانی شروع کر دی اور جلد جلد ایک ایک ورق الٹانے لگ گئے اور آخر ایک جگہ پہنچ کر آپ ٹھہر گئے اور کہا کہ لو یہ لکھ لو!۔ دیکھنے والے سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرہ ہے اور کسی نے حضرت صاحب سے دریافت بھی کیا۔ جس پر حضرت نے فرمایا کہ جب مَیں نے کتاب ہاتھ میں لے کر ورق الٹانے شروع کیے تو مجھے کتاب کے صفحات ایسے نظر آتے تھے کہ گویا وہ خالی ہیں اور ان پر کچھ نہیں لکھا ہوا۔ اسی لیے مَیں ان کو جلد جلد الٹاتا گیا۔ آخر مجھے ایک صفحہ ملا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا اور مجھے یقین ہوا کہ یہ وہی حوالہ ہے جس کی مجھے ضرورت ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرّف کیا کہ سوائے اس جگہ کے کہ جس پر حوالہ درج تھا باقی تمام جگہ آپ کو خالی نظر آئی۔

(سیرت المہدی حصہ دوم مطبوعہ 1935ء صفحہ 2-3)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے پیدا کرنے والے رب پر پورا توکّل تھا اور جیسا کہ آپؑ کو الہام بھی ہوا

"جے تو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو"

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 390)

آپ کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ خود آپ کا کفیل ہو گا۔ چنانچہ جب آپ کے والد صاحب کی وفات ہوگئی تو بشری تقاضے کے تحت آپ کچھ فکر مند ہوئے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب ہو کر فرمایا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کہ کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ کے تقویٰ اور توکّل نے آپ کے والد صاحب کے سارے خدشات کو غلط ثابت کر دیا اور آپ کر دیا اور آپ کی غیب سے مدد فرمائی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ (الفرقان:59) اور تُو اس پر توکّل کر جو زندہ ہے (اور سب کو زندہ رکھتا ہے) کبھی نہیں مرتا اور اس کی تعریف کے ساتھ ساتھ اس کی تسبیح بھی کر۔

سامعین! جیسا کہ خاکسار نے ابتدا میں آیات کی تلاوت کی کہ

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ (الطلاق:3-4)

اور جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اُس کے لئے کوئی نہ کوئی رستہ نکال دے گا اور اس کو وہاں سے رزق دے گا جہاں سے رزق آنے کا اس کو خیال بھی نہ ہو گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ بعینہٖ اِسی طرح ہوا جیسا کہ ان آیات میں فرمایا گیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"پس مجھے اُس خدائے عزّوجل کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے مبشرانہ الہام کو ایسے طور سے مجھے سچا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا میر اوہ ایسا متکفّل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز ایسا متکفّل نہیں ہو گا"

(کتاب البریہ بحوالہ تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 25)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم خاص حضرت حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ لنگر خانہ کے منتظم حضرت میاں نجم الدین صاحب بھیرویؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لنگر خانہ کی ضروریات کے لئے رقم کی درخواست کی۔

حضور نے فرمایا:

اِس وقت تو میرے پاس کوئی روپیہ نہیں۔ جس خدا کے مہمان ہیں وہ خود ہی انتظام فرمائے گا۔ اِس پر حضرت میاں صاحبؓ واپس چلے آئے۔ تھوڑی دیر بعد پھٹے پُرانے کپڑوں میں ملبوس ایک شخص حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک گٹھڑی پیش کی۔ جسے گھر کے اندر جا کر حضورؑ نے کھولا تو کافی روپیہ اُس میں تھا۔ آپؑ نے باہر تشریف لا کر اُس شخص کو بلوانے اور پتہ لگوانے کی کوشش کی مگر وہ نہ ملا۔ تب حضورؑ نے میاں نجم الدین صاحبؓ کو بلوا کر سب روپے انہیں دے دیے۔

سامعین! حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّل مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ ایک ایسے نادر وجود تھے جن کی عظیم المرتبت شخصیت میں دوسری متعدد صفات کی طرح توکّل علی اللہ کی شان بھی بہت نمایاں نظر آتی ہے۔ جماعت کی تاریخ میں حضرت خلیفۃُ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت سارے واقعات ہیں۔

قریشی امیر احمد صاحب بھیروی کی شہادت ہے کہ ہمارے سامنے حضورؓ کی خدمت میں چِٹھی رساں کتابوں کا ایک VP لایا جو سولہ روپے کا تھا۔ آپؓ نے فرمایا کہ یہ کتابیں مجھے پیاری ہیں اور مَیں نے بڑے شوق سے منگوائی ہیں لیکن اب ان کی قیمت میرے پاس نہیں ہے لیکن میرے مولا کا میرے ساتھ ایسا معاملہ ہے کہ سولہ روپے آئیں گے اور ابھی آئیں گے۔ چنانچہ ہم بیٹھے ہی تھے کہ ایک ہندو اپنا بیمار لڑکا لے کر آیا۔ حضرت نے نسخہ لکھ دیا۔ ہندو ایک اشرفی اور ایک روپیہ رکھ کر چل دیا۔ آپ نے اسی وقت سجدۂ شکر کیا اور فرمایا کہ مَیں اپنے مولا پر قربان جاؤں کہ اُس نے تمہارے سامنے مجھے شرمندہ نہیں کیا اگر یہ شخص مجھے کچھ بھی نہ دیتا تو میری عادت ہی مانگنے کی نہیں۔ پھر ہو سکتا تھا کہ وہ صرف ایک روپیہ دیتا یا اشرفی ہی دیتا۔ مگر میرے مولا نے اسے مجبور کیا کہ میرے نور الدین کو سولہ روپے کی ضرورت ہے اس لئے اشرفی کے ساتھ روپیہ بھی ضرور رکھو۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت، مرتبہ مولانا دوست محمد شاہد مرحوم جلد سوم صفحہ 556)

حضرت خلیفۃُ المسیح اولؓ فرمایا کرتے تھے کہ

"خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ مَیں اگر کہیں جنگل بیابان میں بھی ہوں تب بھی خدا تعالیٰ مجھے رزق پہنچائے گا اور مَیں کبھی بھوکا نہیں رہوں گا۔"

(حیات نُور، مصنّفہ محترم عبد القادر سوداگر مل، باب سوم صفحہ 274)

محترم حکیم محمد صدیق صاحب کی روایت ہے کہ حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّلؓ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ تین ساتھیوں کے ساتھ ہم راستہ بھول گئے اور کہیں دُور نکل گئے۔ کوئی بستی نظر نہیں آتی تھی۔ میرے ساتھیوں کو بھوک اور پیاس نے سخت ستایا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ نور الدین جو کہتا ہے کہ میرا خدا مجھے کھلاتا پلاتا ہے، آج ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح کھلاتا پلاتا ہے۔ فرمایا کرتے تھے مَیں دعا کرنے لگا۔ چنانچہ جب ہم آگے گئے تو پیچھے سے زور کی آواز آئی۔ ٹھہرو! ٹھہرو! جب دیکھا تو دو شُتر سوار تیزی کے ساتھ آ رہے تھے۔ جب پاس آئے تو انہوں نے کہا: ہم شکاری ہیں۔ ہرن کا شکار کیا تھا اور خوب پکایا۔ گھر سے پراٹھے لائے تھے۔ ہم سیر ہو چکے ہیں اور کھانا بھی بہت ہے۔ آپ کھالیں۔ چنانچہ ہم سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ ساتھیوں کو یقین ہو گیا کہ نور الدین سچ کہتا تھا۔

"اللہ تعالیٰ کا نور الدین کے ساتھ وعدہ ہے کہ مَیں تیری ہر ضرورت کو پورا کروں گا۔"

صوفی عطا محمد صاحب بھی ایک واقعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ عید کی صبح حضرت مولوی صاحب نے غرباء میں کپڑے تقسیم کئے حتّٰی کہ اپنے استعمال کے کپڑے بھی دے دیئے۔ گھر والوں نے عرض کی کہ آپ عید کیسے پڑھیں گے۔ فرمایا خدا تعالیٰ خود میرا انتظام کر دے گا۔ یہاں تک کہ عید کے لئے روانہ ہونے میں صرف پانچ سات منٹ رہ گئے۔ عین اُس وقت ایک شخص حضرت کے حضور کپڑوں کی گٹھڑی لے کر حاضر ہوا۔ حضور نے وہ کپڑے لے کر فرمایا۔ دیکھو! ہمارے خدا نے عین وقت پر ہمیں کپڑے بھیج دیئے۔

(حیات نور صفحہ 241-242۔ایڈیشن 2003ء)

سامعین! حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے بھی خدا تعالیٰ پر یقین اور قبولیت دعا کے بے شمار واقعات محفوظ ہیں جو ہمارے ایمان میں اضافہ بھی کرتے ہیں۔
مکرم شیخ فضل حق صاحب کا ایک لڑکا پیدائش کے آٹھ نو ماہ بعد سخت بیمار ہو گیا۔ ہر قسم کا علاج تین سال تک ہوتا رہا یہاں تک کہ ٹانگیں جواب دے گئیں۔ لوگ تعویذ کے لئے کہتے مگر انہوں نے کہا خواہ یہ مر جائے تعویذ نہیں دوں گا۔ آخر حضرت مصلح موعودؓ کو دعا کے لئے لکھا۔ آپؓ نے جواباً فرمایا ”اللہ تعالیٰ عزیز کو صحت دے گا“۔ یہ جواب ملنا تھا کہ بیماری میں فرق پڑنے لگا اور شفا ہو گئی۔

(مضمون ”خلفائے احمدیت کی قبولیت دعا“ مطبوعہ ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل لندن 24 مئی 2002ء)

مکرم فتح محمد صاحب مٹھیانی لکھتے ہیں کہ گاؤں میں ہم پانچ دوست احمدی ہوئے تو شدید مخالفت شروع ہو گئی اور مخالفین نے بحث میں عاجز آ کر کہا کہ کیا ہوا اگر یہ احمدی ہو گئے، ان کو ملتی تو لڑکیاں ہی ہیں۔ اتفاق سے اُس وقت ہم پانچوں کے لڑکیاں ہی تھیں اور اولاد نرینہ نہ تھی۔ اس بات کا میرے دل پر بڑا صدمہ ہوا اور مَیں نے حضرت مصلح موعودؓ سے دعا کے لئے عرض کیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ آپ سب کو نرینہ اولاد دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم سب کو نرینہ اولاد سے نوازا۔

(مضمون ”خلفائے احمدیت کی قبولیت دعا“ مطبوعہ ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل لندن 24 مئی 2002ء)

حضرت خلیفۃُ المسیح الثالثؒ نے 1974ء کے پر آشوب دور میں جس خندہ پیشانی اور جرأت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا وہ بھی توکّل علی اللہ کا ایک نمونہ ہے۔ آپ نے جماعت کی خوب احسن طریقے پر راہ نمائی فرمائی اور ڈھال بن کر حفاظت بھی فرمائی۔ قومی اسمبلی میں خدائی تائید و نصرت کے ساتھ جماعت کا موقف بڑے مؤثر انداز میں پیش کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ حضورؒ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”بہت دعائیں کیں۔ خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا وَسِّعْ مَکَانَکَ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ یعنی جو ہمارے مہمان آتے ہیں ربوہ میں ان کے تم فکر کرو اور جو اپنے طرف سے تحقیر کا، ذلیل کرنے کا منصوبہ یہ بنا رہے ہیں اس کے لیے مَیں کافی ہوں تمہیں۔ 11 دن 40 گھنٹے اور 10 منٹ سوال و جواب کیے میرے ساتھ اور ایسا لگتا تھا کہ ہر سوال کے وقت خدا تعالیٰ میرے ساتھ کھڑا ہے۔ یا اس کا فرشتہ کہنا چاہیے جہاں مجھے جواب نہیں آتا تھا مجھے جواب سکھایا جاتا تھا۔“

الٰہی تائید کے ساتھ آپ کے مقدس لبوں سے نکلنے والا ایک جملہ ”محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں“ آج عالمی سطح پر جماعت احمدیہ کی پہچان بن چکا ہے اور تبلیغی ہتھیار بھی۔

(اصحاب احمد کا تعلق باللہ مطبوعہ رسالہ انصار الدین یو کے۔ نومبر دسمبر 2020ء، جنوری فروری 2021ء، اور مارچ اپریل 2021ء)

سامعین! حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا دَور جماعت کی ترقی کے لیے نہایت ولولہ انگیز تھا۔ آپؒ کی زندگی میں بھی ہمیں خدا تعالیٰ کی مدد قدم قدم پر دکھائی دیتی ہے۔ ابتدا میں آپؒ کو جب ایک جابر ڈکٹیٹر کی جانب سے جماعت کے خلاف ریشہ دوانیوں کا سامنا کرنا پڑا تو آپؒ نے اس برسر اقتدار فوجی حکمران کو جس جرأت اور بے خوفی سے للکارا وہ بھی آپ کا اللہ پر توکّل ہی تھا ورنہ عام شخص ایسی جرأت نہیں کرتا۔ آپؒ نے ان الفاظ میں اس کو تنبیہ کی:

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

وہ بدبخت پھر بھی باز نہ آیا تو آپ نے اِسے للکارتے ہوئے پھر اِن الفاظ کے ساتھ جھنجوڑا:

"جماعت احمدیہ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک والی رکھتی ہے ایک ولی رکھتی ہے جماعت احمدیہ کا ایک مولا ہے اور زمین و آسمان کا خدا ہمارا مولا ہے۔ لیکن مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارا کوئی مولا نہیں۔ خدا کی قسم! جب ہمارا مولی ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ خدا کی تقدیر جب تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کرے گی تو تمہارے نام ونشان مٹا دیئے جائیں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14؍ دسمبر 1984ء)

سامعین! کتنا پیارا اور وفادار خدا ہے۔ جس نے اپنے قائم کردہ خلیفہ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اور اُن کے اپنے خدا پر یقین کو تقدیر میں بدل دیا۔ 17؍ اگست 1988ء کو اس جابر فوجی حکمران کا طیارہ حادثہ کا شکار ہوا اور وہ فوجی آمر بعینہٖ اُسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جیسا کہ حضورؒ نے فرمایا تھا۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بھی ہمیں کئی واقعات ملتے ہیں جن میں خدا تعالیٰ کی مدد اُن کے ساتھ نظر آتی ہے۔ یہاں خاکسار ایک چھوٹا سا واقعہ بیان کرتا ہے۔ ماریشس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ العزیز کی آمد کے پہلے روز جب آپ نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی کے لیے اپنی رہائش گاہ سے بیت الذکر جانے کے لیے باہر تشریف لائے اور قافلہ روانگی کے لئے تیار ہو گیا تو ڈیوٹی پر موجود خدام نے الیکٹرونک مین گیٹ کو ریموٹ کی مدد سے کھولنا چاہا لیکن ہر طرح کی کوشش کرنے کے باوجود گیٹ نہ کھلا۔ آخرکار خدام گیٹ کو توڑنے کے لئے کوشش کرنے لگے لیکن اس میں بھی ناکام رہے۔ حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے اور فرمایا ریموٹ مجھے دیں اور جیسے ہی آپ نے ریموٹ کا بٹن دبایا گیٹ کھل گیا اس موقع پر موجود ایک ہندو پولیس سکواڈ بلا اختیار بول اٹھا کہ معجزوں کے بارے میں سنا تو تھا لیکن آج اپنی آنکھوں کے سامنے پہلی مرتبہ Live دیکھا ہے۔

(تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور ایدہ اللہ تعالیٰ نمبر، صفحہ 282)

سامعین! روزمرہ کے معاملات میں بھی توکّل علی اللہ کی بہت ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکّل تبھی پیدا ہوتا ہے جب خدا کی ذات پر اُس کی طاقتوں پر کامل یقین پیدا ہو۔ معاشرے میں آج کل بہت سارے جھگڑوں کی وجہ طبعیتوں میں بے چینی اور مایوسی کی وجہ سے ہوتی ہے جو حالات کی وجہ سے پیدا ہوتی رہتی ہے اور یہ مایوسی اور بے چینی اس لئے بھی زیادہ ہو گئی ہے کہ دنیاداری اور مادیت پرستی اور دنیاوی چیزوں کے پیچھے دوڑنے کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکّل کم ہو گیا ہے اور دنیاوی ذرائع پر انحصار زیادہ ہوتا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کے تعلق سے ابتداء ہی سے شیطان نے انسان کے دل میں وساوس اور شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ موجودہ ٹیکنالوجی کے دور میں اس چیز میں شیطان نے اور تیزی پیدا کر دی ہے جوں جوں انسان دنیاوی ترقیات حاصل کرتا چلا جاتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے مزید نوازتا ہے تو شیطان پہلے سے بڑھ کر اور زیادہ زور سے کمزور ایمان والوں اور آرام طلب افراد کو اس بارہ میں گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف عمل ہو جاتا ہے۔ تاکہ انسان خدا پر یقین و توکل کرنے سے دور بھاگے۔

خدا تعالیٰ پر یقین ہی وہ چیز ہے جسکو حاصل کرنے کے بعد خدا کے فرستادے اس دنیا میں جنت کو حاصل کر لیتے ہیں اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"مجھے حیرت ہوتی ہے کہ جب مَیں کسی کتاب کا مضمون لکھنے بیٹھتا ہوں اور قلم اٹھاتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی اندر سے بول رہا ہے اور مَیں لکھتا جاتا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ یہ ایک ایسا سلسلہ ہوتا ہے کہ ہم دوسروں کو سمجھا بھی نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ کا چہرہ نظر آ جاتا ہے اور میرا ایمان تو یہ ہے کہ جنت ہو یا نہ ہو۔ خدا تعالیٰ پر پورا یقین ہونا ہی جنت ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 270 ایڈیشن 1988ء)

ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ توکّل علی اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

" تو بہرحال جب سارے ایسے حالات پیدا ہو جائیں اور کام بھی ہو جائیں تو انسان سمجھتا ہے کہ کسی غیبی ہستی نے میری مدد کی ہے اور اگر اس کو خدا پہ یقین ہے تو پھر وہ خیال کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرا کام کیا ہے۔ لیکن اگر انسان خدا تعالیٰ پر کامل یقین رکھتا ہو اور یہ بات سمجھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی استمداد کا حق رکھتا ہے، مدد کرتا ہے، مدد دے سکتا ہے تو وہ اس کام کی کامیابی کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرے گا جو کسی بیرونی مدد کے ذریعے اس نے تکمیل تک پہنچایا اور اس حقیقت کو بھی جانتا ہو گا کہ رشتہ داروں، دوستوں، نظام، قوم، حکومت یا انسانی ہمدردی کی تنظیمیں جنہوں نے بھی اس کی مدد کی وہ سب مدد بھی اصل میں خدا تعالیٰ نے ہی کی تھی۔ اور ان تمام

ظاہری مددوں کے پیچھے خدا تعالیٰ کا طاقتور ہاتھ تھا۔ لیکن جو لوگ خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق نہیں رکھتے وہ دنیاوی ذرائع کو سب کچھ سمجھتے رہتے ہیں اور انہی کی طرف ان کی توجہ رہتی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف نظر نہیں اٹھتی۔ لیکن جب یہ تمام ذرائع ناکام ہو جاتے ہیں پھر خدا تعالیٰ یاد آتا ہے۔ کیونکہ اب خدا تعالیٰ کی یاد آنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ تمام دنیاوی ذرائع جو تھے وہ استعمال ہو گئے۔ تب وہ کہتا ہے کہ یا اللہ! تُو ہی مدد کرے تو یہ کام ہو گا۔ سب طاقتوں کا مالک تُو ہی ہے۔ سب تعریفیں تیری ذات کی ہی ہیں۔ پس یہ اس بات کی بھی دلیل ہے اور یہ بات اس طرف بھی اشارہ کر رہی ہے کہ کوئی بڑی سے بڑی تدبیر یا حکومت اور تنظیم ایک محدود طاقت رکھتی ہے۔ اور یہ سب دنیاوی طاقتیں اور تدبیریں ایک حد کے بعد ناکارہ اور بے فائدہ ہو جاتی ہیں۔ مَیں نے ابھی کہا تھا کہ جو لوگ خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق نہیں رکھتے وہ پہلے تو دنیاوی سہاروں کو بہت کچھ سمجھتے ہیں لیکن جب یہ سہارے ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ کی طرف دیکھتے ہیں۔ لیکن صرف خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق رکھنے والوں کی بات نہیں ہے بلکہ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ ایسی مایوسی کی حالت میں دہریہ اور مشرک بھی بے اختیار ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 28 نومبر 2014ء)

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

۞۞۞۞